انوار غیب
کلام
حضرت سیدنا مرشدنا
سید محمد یحیی حسینی~حاذق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسمہ یحییٰ

یعنی

قدس سرہ العزیز

کلام حضرت سیدنا مرشدنا سید محمد یحییٰ حسینی حاذق

مرتبہ

سید محمد صدیق حسینی عارف قادری

فہرست انوار غیب

سلسلہ نمبر	مشتملات	صفحہ نمبر

شہباز قادری

اللہ

ہر چیز سے آتی ہے صدا کان میں اللہ
ہے دل میں مرے اور مری جان میں اللہ

شہ رگ سے وہ نزدیک ہے یہ میں نہیں کہتا
یہ بات تو فرماتا ہے قرآن میں اللہ

ہو چشم بصیرت تو نظر آئے گا ہر سو
ہر رنگ میں ہر روپ میں ہر شان میں اللہ

دل میں نہ رہے میرے کوئی اور تمنا
باقی رہے ہر آرزو ارمان میں اللہ

سمجھوں نہ کچھ آئے مجھے دیوانگی ایسی
رہ جائے سمجھ میں مری پہچان میں اللہ

دراصل وہی ہے مری ہر آرزوئے دل
ہے حاصل ارمان مرے ایقان میں اللہ

ہم کو تو نظر اس کے سوا کچھ نہیں آتا
گلشن میں ہے اللہ بیابان میں اللہ

سوتے میں بھی بھولوں نہ تجھے اے مرے پیارے
جاری ہو زباں پر مری ہر آن میں اللہ

عرفان نظر ہو تو نظر آئے گا حاذق
ہر شعر کے اندر مرے دیوان میں اللہ

کیا مبارک ہے شہنشاہ مہینہ تیرا

ہو نہ حاذق جو سفر سوئے مدینہ تیرا
پھر تو مرنے سے بھی بدتر ہے یہ جینا تیرا
از فلک رحمت خالق بہ زمیں می آید
کیا مبارک ہے شہنشاہ مہینہ تیرا
تو زہر راہ کہ رفتی شد خوبان جہاں
عطر سے بڑھ کے مہکتا ہے پسینہ تیرا
لے مرا خوف ز دریائے گنہ شاہ رسل
اس گنہ گار کو کافی ہے سفینہ تیرا
چہ کنی خوف ز تاریکی مرقد حاذق
عشق حضرت سے تو پرنور ہے سینہ تیرا

حسن کا صدقہ ادھر بھی اک نظر یا مصطفیٰ

جان و دل تم پر فدا صدقے جگر یا مصطفیٰ
حسن کا صدقہ ادھر بھی اک نظر یا مصطفیٰ

دونوں عالم ہیں تمہیں سے جلوہ گر یا مصطفیٰ
پرتو رخسار ہیں شمس و قمر یا مصطفیٰ

جز حبیب پاک کے آئے نہ دل میں یاد غیر
لب پہ جاری ہو میرے شام و سحر یا مصطفیٰ

ہجر کے آلام بڑھ کر کر چکے حالت تباہ
روز افزوں ہے مرا درد جگر یا مصطفیٰ

آہ وزاری لب پہ ہے آنکھوں سے ہیں آنسو رواں

یوں محبت نے کیا حالِ دگر یا مصطفیٰ!

مجھ کو کچھ مطلب نہیں ظلِ ہما سے شاہ دیں

آپ کا ہو سایۂ دیوار و در یا مصطفیٰ!

آپ کے دندان و لب کی حسن و خوبی دیکھکر

پانی پانی ہو گئے لعل و گہر یا مصطفیٰ!

ہے یہ حسرت جلوۂ اقدس رہے پیشِ نظر

اس جہاں سے ہو ہمارا جب گذر یا مصطفیٰ!

گر نہیں اُلفت تو حاذق کیوں ہے ہم آہ و بکا

کس لئے کہتا ہے یا خیر البشر یا مصطفیٰ!

یا نبی کب مجھے دیدار میسّر ہو گا

اس شہنشاہ کا جو آج سگِ در ہو گا
کل وہ میدانِ قیامت میں غضنفر ہو گا
کب عطا مجھ کو مئے اصل کا ساغر ہو گا
یا نبی کب مجھے دیدار میسّر ہو گا
ہو گا کب جلوہ فزا دیکھئے وہ ماہ عرب
خانۂ دل مرا کس روز منوّر ہو گا
گردشِ چرخ سے یار مجھے کب ہو گی نجات
دور کس دن مری تقدیر کا چکر ہو گا
سب ہی چیخ اٹھیں گے وہ آیا ہے مداحِ نبی
ان کے حاذق کا گذر جب سرِ محشر ہو گا

کب مرے سامنے وہ روضۂ انور ہوگا

کب خداوند مدینہ میں مرا گھر ہوگا
کب مرے سامنے وہ روضۂ انور ہوگا

دیدہ بازی کا مزہ خلد میں ہوگا حاصل
سامنے آنکھ کے پیہر چہرۂ انور ہوگا

یہ تمنا ہے کہ الفت میں تمہاری کاٹوں
باقی جو عمر کا حصہ مرے سرور ہوگا

اس لئے موت کی خواہش ہے ہمیں مدت سے
سنتے ہیں قبر میں دیدار پیمبر ہوگا

سچ ہے حاذق کے مکاں ہی میں مکیں رہتا ہے
غور سے دیکھو تو دل میں کوئی دلبر ہوگا

جانِ من تار تار ہونا تھا

کالے کوسوں پہ یار ہونا تھا
سات دریا کے پار ہونا تھا!!

پھر کسی کی نہ ہوتی کچھ پروا
ہائے وہ غم گسار ہونا تھا

ہم کبھی گھوڑے اڑایا کرتے تھے
پاس وہ شہ سوار ہونا تھا

ہے گلہ مجھ کو اپنی قسمت سے
مرے حصہ میں خوار ہونا تھا

اپنی آنکھوں سے میں لگا لیتا
اس کے در کا غبار ہونا تھا

میں ہوں بسمل کسی کی چتون کا
تیر یہ دل کے پار ہونا تھا

شمع رُو پر مثال پروانہ
جانِ مضطر نثار ہونا تھا

مثلِ مجنوں ہمارا افسانہ
عشق میں یادگار ہونا تھا

بعد مردن ہماری میّت پر
وہ گُلِ نو بہار ہونا تھا

شوقِ جاناں میں یہ ترا جامہ
جانِ من تار تار ہونا تھا

تیری مرقد کے پائینتی مدفون
حاذقِ جاں نثار ہونا تھا

کرم بھی جسمیں پنہاں ہو وہ انداز ستم اچھا

نگاہِ لطف میٹھی خنجرِ ابرو کا خم اچھا
وفا اچھی جفا اچھی کرم اچھا ستم اچھا

بُرا کس کو کہیں سب جلوہ گاہِ ناز ہیں اُن کے
کلیسہ خوب ہے بتخانہ اچھا ہے حرم اچھا

ہوائے کوچۂ جاناں مرے سر میں سمائی ہے
کہوں کس منہ سے اے رضواں کہ ہے باغِ ارم اچھا

شبِ وعدہ کہاں تک بل کی لیگا گیسووں والے
ہم آشفتہ مزاجوں سے نہیں یہ پیچ و خم اچھا

سبھی اپنے پرائے روز آ کر جمع ہوتے ہیں
تمھاری بزم میں آنے نہ پائیں ایک ہم اچھا

تمھاری گالیوں میں لطف ہے قندِ مکرر کا
کرم بھی جس میں پنہاں ہو وہ اندازِ ستم اچھا

کبھی تو ہاتھ آئے گا تجھے ہم دیکھ ہی لیں گے
کہاں جائے گا، اے ظالم ہمیں دے دے کے دم اچھا

مزہ کا درد ہے ہر درد میں لذّت بلا کی ہے
خدایا یہ دعا ہے کم نہ ہو یہ دردِ غم اچھا

نہیں باقی حلاوت کچھ بھی اے نوزندگانی میں
چلو حاذق کر اب چلنا ہی ہے سوئے عدم اچھا

شاید چمن سے وہ گلِ خنداں نکل گیا

مضمونِ وصفِ ابرو و مژگاں نکل گیا
دل کو جگر کو چیر کے پیکاں نکل گیا

بلبل پٹک رہی ہے شب و روز اپنا سر
شاید چمن سے وہ گلِ خنداں نکل گیا

تھی آرزو کہ ہجر کا قصہ سنائیں گے
جب ان سے مل گئے تو سب ارماں نکل گیا

ہونے کا کیا ہے بات بنانے سے بعد میں
پہلے ہی منہ سے آپ کے جی ہاں نکل گیا

منکر نکیر سنتے ہی چپ چاپ چل دیئے
حاذق کے منہ سے جب شہ جیلاں نکل گیا

کب جدا سرورِ عالم سے ہے آقا تیرا

موجزن دل میں ہے دریائے تولا تیرا
ہند میں اب نہیں رہتے کا یہ شیدا تیرا

آنکھ میں نور تیرا دل میں ہے جلوا تیرا
گھر سے دروازہ میں آتا ہے اجالا تیرا

کون ہے وہ جو نہیں والہ و شیدا تیرا
کس کے دل میں نہیں اے یار تولا تیرا

جان جب تک ہے مرے سر میں ہو سودا تیرا
اور دل میں رہے بس عشق و تولا تیرا

دَم جو جاتا ہے پلٹ کر نہیں آتا غافل
قافلہ روز عدم کو ہے روانہ تیرا

فَدَمحی ھٰذہٖ ولیوں نے جھکائی گردن
اللہ اللہ عجب رتبہ ہے آقا تیرا

ہاتھ سینے پہ مرے پھیر دے یا پیر ذرا
دل کے آئینہ میں دیکھوں رُخِ زیبا تیرا

اس قدر شمس و قمر میں جو چمک ہے شاید
اپنی آنکھوں سے لگایا ہے کفِ پا تیرا

لیس جسمی سے عیاں شانِ نبی ہے حاذق
کب جدا صورتِ عالم سے ہے آقا تیرا

بیمار ہو گیا ہوں میں بیمار ہو گیا

کیا ایک دل ہی ہجر سے بیمار ہو گیا
سر بھی تو وقفِ سنگِ درِ یار ہو گیا
بس تیرے عشق کا مجھے آزار ہو گیا
بیمار ہو گیا ہوں میں بیمار ہو گیا

یا خواجۂ دکن کبھی بھولو نہ عشق میں
عصیاں کا مرے سر پہ بہت بار ہو گیا

تیرِ نگاہ آپ نے ایسا چلا دیا
سینہ کے اور جگر کے مرے پار ہو گیا

جب سے سدھارے ہادی مرے چھوڑ کر مجھے
چلنا بھی دو قدم مجھے دشوار ہو گیا

غافل طلب میں مال کی مر کر رہا یونہی
مردار کی طلب میں وہ مردار ہو گیا

حاذق ہی جان و دل کے فدا کچھ نہیں حضور
قربان اس کا آپ پہ گھر بار ہو گیا

آنکھوں میں آگیا ہے اب دم اپنا

حالِ دل زار کیا کہیں ہم اپنا
کیونکر ہو بیاں فسانہ غم اپنا

اللہ اللہ حسرت دید لے دل
آنکھوں میں آگیا ہے اب دم اپنا

جب یاد کیا تو ہو گیا دل بے بس
رہنا وہ کسی کے ساتھ باہم اپنا

مجنوں کی طرح ہوں دشت پیما حاذق
ہے قیس سے بڑھ کے حال برہم اپنا

دیکھو اچھا نہیں اس طرح ستانا جانا

گاہے گاہے تو مجھے شکل دکھانا جانا
دیکھو اچھا نہیں اس طرح ستانا جانا

زندگی ہجر میں کٹتی ہے بہت مشکل سے
پاس قدموں کے مجھے جلد بلانا جانا

زلف نے پھانس دیا خوب ہی زنداں میں مجھے
اب تو جانا ہے نہ آنا ہے نہ آنا جانا

لب ہلا دو مرا عقدہ ابھی حل ہو جاتا
ہاں صدا قم کی سناتے ہوئے جانا جانا

نائو منجدھار میں حاذق کی پڑی ہے دیکھو
اب تو للہ ذرا پار لگانا جانا

سر وہی سر ہے کہ جس میں آپکا سودا ہوا!

سر وہی سر ہے کہ جس میں آپکا سودا ہوا!

دِل وہی دل ہے جو دل سے آپکا شیدا ہوا

لوٹ جاتا ہے دل بیتاب سینے میں مرے

دیکھ لیتا ہے جو طیبہ قافلہ جاتا ہوا

خاک طیبہ پر تڑپتی برق جب دیکھی گئی

مجھ کو مرے ہی دل بیتاب کا دھوکا ہوا

کیا صبا لائی مدینہ سے نویدِ وصلِ یار

کیوں مسرت سے ہمارا غنچۂ دل وا ہوا

پھر دلِ وحشی کو سوجھا دشتِ طیبہ کا خیال
کوئے لیلیٰ کا اُسے پھر ولولہ پیدا ہوا

پھر عطا ہو جام الفت ساقیٔ کوثر ہمیں
پھر بہار آئی ہے اور بادل ہے پھر چھایا ہوا

مست ہوں سرشار ہوں بیخود ہوں خواجہ کے طفیل
کیا کہوں اس پیر میخانے سے حاصل کیا ہوا

خوف کیا حاذقؔ تجھے حامیٔ دو عالم ہیں ترا
جبکہ فرزندِ علی مشکل کشا خواجہ ہوا

رسول اللہ کہتے ہیں مرا ذمہ شفاعت کا

رسول اللہ کہتے ہیں مرا ذمہ شفاعت کا
مقدر اس کو کہتے ہیں گنہ گاران امت کا

مبارک زاہد و بھرہ تمہیں اپنی عبادت کا
بھروسہ ہے گنہگاروں کو حضرت کی شفاعت کا

یہی ہے آرزو دل کی ترے قدموں پہ دم نکلے
رہے آنکھوں میں نقشہ مرتے دم بس تیری صورت کا

جسے جلوت میں خلوت ہے جسے خلوت میں جلوت ہے
مزہ ہر وقت کثرت میں اُسے آتا ہے وحدت کا

کیا پابندیٔ اسباب نے محتاج اے حاذق
جو مستغنی عن الکل ہو مزا پائے حکومت کا

تجلی خدا ہے روئے زیبا غوث اعظم کا

تجلی خُدا ہے روئے زیبا غوث اعظم کا

مقدر اس کا جس نے دیکھا چہرہ غوث اعظم کا

میری آنکھوں میں کھینچ جائے سراپا غوث اعظم کا

نظر آئے مرے دل میں تماشا غوث اعظم کا

کوئی شریں کا عاشق ہے کوئی دیوانہ لیلیٰ کا

بنا دے مجھ کو دیوانہ خدایا غوث اعظم کا

نہ میں جنت کا خواہاں ہوں طالب حور و غلماں کا

الٰہی دے مجھے عشق و تولا غوث اعظم کا

مبارک زاہدوں کو ناز اپنے زہد و تقویٰ پر

گنہ گاروں کو کافی ہے وسیلہ غوث اعظم کا

کروں میں ناز جتنا بھی مری قسمت پہ زیبا ہے

خدا کا شکر دامن ہاتھ آیا غوث اعظم کا

خیال غوث اعظم میں بسر ہو زندگی میری

دمِ آخر نظر آجائے چہرہ غوث اعظم کا

نہ گھبرا گرمیٔ خورشید محشر سے تو اے حاذقؔ

بہت کافی ہے تیرے سر پہ سایہ غوث اعظم کا

○

دل جب سے ہو گیا ہے ہمارا مقامِ غوثؓ

دل جب سے ہو گیا ہے ہمارا مقامِ غوثؓ

تارِ نفس سے آتا ہے ہر دم پیامِ غوثؓ

اکبار جسکو مل گئی وہ ہو گیا غلام

کیا پوچھتے ہو لذت شربِ مدامِ غوثؓ

ہیبت سے کانپتے ہیں فرشتے حضور کی

یہ رعب و داب غوث ہے یہ احتشامِ غوثؓ

مقصود تاجِ شاہی نہ مطلوب جاہ و حشم

کافی ہے افتخار کہ ہم ہیں غلامِ غوثؓ

شیطان دخل پائے بھلا اس کی کیا مجال

کندہ ہمارے دل کے نگیں پر ہے نامِ غوثؓ

یا پیر جس نے کہدیا مقصود پا لیا

جاری عرب عجم میں ہے کیا فیض عامِ غوثؓ

حاذق کو خوف کچھ نہیں اب حشر و نشر کا

طفلی سے وہ تو ہو ہی گیا ہے غلامِ غوثؓ

ہوتا ہے یہاں تذکرۂ خیرِ بشر آج

ہوتا ہے یہاں تذکرۂ خیرِ بشر آج

پڑھو درود مومنو با دیدۂ تر آج

ہے وادیٔ ایمن سے سوادِ شت جگر آج

سینہ میں جو تاباں ہے کوئی رشکِ قمر آج

کس شوخ نظر سے لڑی میری نظر آج

دو ہاتھ سے تھامے نہیں تھمتا ہے جگر آج

طیبہ کا جو صحرا ہے مرے پیشِ نظر آج

دل کہتا ہے جنگل کو چلو چھوڑ کے گھر آج

اک آئینہ ہے ماہ فلک ایک مرادِ دل

دونوں میں چمکتا ہے مدینہ کا قمر آج

اب نام کو ظلمت نہ رہی اپنی نظر میں
ہے جلوہ فگن دلمیں مدینہ کا قمر آج

امید ہے دھل جائے مرا دامن عصیاں
ہاں اور ندامت سے برس دیدۂ تر آج

یادِ رُخِ محبوب سے ہوتی ہے تسلی
ہے وردِ زباں سورۂ والشمس و قمر آج

پر داغ ہے سینہ جو فراق نبوی سے
گلزار مرے حق میں ہوا دشت جگر آج

بیتاب ہے فرقت میں بہت حاذق شیدا
کر دے یہ مدینہ میں کوئی جاکے خبر آج

○

ہے دونوں طرف آتشِ فرقت کا اثر آج

جلتا ہوں اِدھر میں وہ تڑپتے ہیں اُدھر آج
ہے دونوں طرف آتشِ فرقت کا اثر آج

بجلی کی طرح کوندتی ہے ان کی نظر آج
اللہ بچائے کہ یہ گرتی ہے کدھر آج

وہ کھینچ کے تلوار یہ فرماتے ہیں تن کر
دیکھے تو بھلا کون ہے جو آئے اِدھر آج

اے شوق بڑھا نا رہِ الفت میں قدم کو
پروا نہیں کٹ جائے اگر گردن و سر آج

کیا دن تھے وہ آباد رہا کرتا تھا یہ گھر
کیا دن ہیں یہ خالی نظر آتا ہے جگر آج

کس بت کیلئے سچ کہو پتھرا گئیں آنکھیں
کس شوخ کی الفت میں ہے گلزار جگر آج

حاذق تو سر اپنا لئے ہاتھوں میں کھڑا ہے
کیوں تول کے رکھ دیتے ہو تم تیغ و تبر آج

رشکِ فردوس بریں دولت سرائے دستگیر

رشکِ فردوس بریں دولت سرائے دستگیر
توتیائے چشم بینش خاکپائے دستگیر

ہرچہ گوید خلق گوید لیک میگویم چنیں
دل فدائے غوثِ اعظم جاں فدائے دستگیر

خامہ می گوید چہ گویم عاجزم بیچارہ ام
گرچہ دارم دو زباں کردم ثنائے دستگیر

عاشقِ گل بلبل و بر شمع پروانہ فدا
ایں دلِ من کشتۂ تیغ ادائے دستگیر

ایں دلِ بیمار را صحت نباشد اے مسیح
جز دوائے صحت افزا لقائے دستگیر

شاہا لذت تصور ایں چنیں کردہ حبلا

از سوئے بغداد چوں آمد ہوائے دستگیر

شد بحمد اللہ حاصل لطفِ سیر دوسرا

دل شدہ آئینہ صورت نمائے دستگیر

آرزو دارم کہ بس دیگر نباشد آرزو

یاالٰہی جز تمنائے لقائے دستگیر

وردِ نامِ پاک شاہِ اولیاء کردم چناں

آمدہ از ہر بن مویم صدائے دستگیر

آرزوئے من ہمیں است تمنائم ہمیں

وقت مردن سر نہم یارب بپائے دستگیر

حاذقؔ آغوش مادری نماید کنج گور

گر تو میری در تمنائے لقائے دستگیر

○

تصویرِ محمدؐ صدیق

دِل میں ہے آپکی تصویرِ محمد صدیق

اور آنکھوں میں ہے تنویرِ محمد صدیق

سامنے آپ جو آجائیں تو پھر کیا ہوگا

مست ہوں دیکھ کے تصویرِ محمد صدیق

کچھ تسلی دِلِ بیتاب کی ہو جاتی ہے

دیکھ لیتا ہوں جو تصویرِ محمد صدیق

خوفِ دوزخ کا نہ ہے پرسش اعمال کا ڈر

دل میں لے جاؤں گا تصویرِ محمد صدیق

جو ہے مشتاقِ جمالِ رُخ محبوب خدا

دیکھ لے' آپکی تصویر محمد صدیق

بے پتہ کا مجھے ملتا ہے نظروں سے

دیکھتا رہتا ہوں تصویر محمد صدیق

اہل عرفان ہی اُسے سمجھے تو کچھ سمجھیں گے

کیا ہے یہ آپکی تصویر محمد صدیق

غوث مجھ میں ہے نبی مجھ میں خدا مجھ میں ہے

کہتی ہے آپکی تصویر محمد صدیق

پیارے عثماں کیلئے چشمِ کرم حاذقؔ پر

یہ بنے آپ تصویر محمد صدیق

○

دل کو یادِ زلفِ پیچانِ رسول

دل کو یادِ زلفِ پیچانِ رسول
آنکھ کو ارمانِ مژگانِ رسول

نذر تو پہلے ہی دل کو کر چکے
جان بھی کر دیں گے قربانِ رسول

دیکھیں کب تشریف لاتے ہیں حضور
منتظر سب ہیں غلامانِ رسول

سر سے چلتا جاؤں گا طیبہ کو میں
گر ہو میرے حق میں فرمانِ رسول

دو جہاں ہیں آپ ہی کے واسطے
بس سمجھ لو جان لو شانِ رسول

عاصیوں کی حشر میں بن آئیگی
جاری جس دم ہوگا فرمانِ رسول

ہے جگر صدقہ تصدق مال و زر
دل فدا ہے جان قربانِ رسول

ہے یہی ارماں کہ وقت آخری
سامنے ہو روئے تابانِ رسول

ہے یہ حاذقؔ کی دعا روزِ جزا
ہاتھ میں اس کے ہو دامانِ رسول

نبیؐ آپؐ پر سے فدا جان و مال

نبی آپ پر سے فدا جان و مال

یہ گھر بار سارا یہ اہل و عیال

رسیلی وہ آنکھیں وہ زلفِ سیاہ

وہ نورانی چہرہ وہ حسن و جمال

وہ ابرو خمیدہ جبینِ بلند

فدا جن پہ ہوتے تھے بدر و ہلال

کبھی مسکرا کر ادھر دیکھ لو

کہ قسمت کا کھُل جائے سب میرے حال

مجھے کوئی پہنچا دے سرکار تک
دعا دے گا اسکو مرا بال بال

کہاں سے کہاں عشق پہنچا گیا
کہاں تھے اویس اور سلماں بلال

بس اب زہد و تقوے کو رہنے بھی دو
مرو عشق حضرت میں یہ ہے کمال

نہ آرام شب کو نہ دن کو قرار
ہوا ہجر میں اب تو جینا محال

میں قدموں سے ہوں دور سرکار کے
مجھے سب سے بڑھ کر یہی ہے ملال

قیامت میں حاذقؔ کو بھولیں نہ آپ
رہے اس گنہ گار کا بھی خیال

سراپائے نور خدا غوث اعظم

شبیہ شفیع الوریٰ غوث اعظم
سراپائے نور خدا غوث اعظم

ہیں رہبر مرے رہنما غوث اعظم
ہیں ہادی مرے پیشوا غوث اعظم

ہو تم ابن مشکل کشا غوث اعظم
مری مشکلیں حل ہوں یا غوث اعظم

نہ کیوں ورد ہر دم ہو یا غوث اعظم
مرے درد دل کی دوا غوث اعظم

جو سلطان کل انبیاء مصطفیٰ ہیں
تو سلطان کل اولیا غوث اعظم

یہ دل تم پہ صدقہ جگر تم پہ قرباں
مری جان تم پر فدا غوث اعظم

نہ کیوں بادشاہوں پہ ہو فخر حاصل
ہوں در کا تمہارے گدا غوث اعظم

فدا میں کروں تم پہ سو بار جاں کو
نظر آؤ اک بار یا غوث اعظم

امیری کی پروا نہ شاہی سے مطلب
میں ہوں تیرے در کا گدا غوث اعظم

نہیں ہے عجم ہی پہ موقوف شاہا
ہے چرچا ترا جا بجا غوث اعظم

قیامت میں حاذقؔ کو پروا ہی کیا ہے
وہ طفلی سے ہے آپ کا غوث اعظم

زبانِ حق زبان غوث اعظم

ہے دل میرا مکانِ غوث اعظم

ہیں آنکھیں محوِ شان غوث اعظم

زبانِ حق زبان غوث اعظم

بیانِ حق بیانِ غوث اعظم

کہاں ولیوں میں کوئی ہمسر انکا

بڑی ہے عز و شان غوث اعظم

بتا دے تو ہی رہبر بن کے اے شوق

کہاں ہے آستان غوث اعظم

جھکا حاذق بصد آداب سر کو

جہاں پائے نشانِ غوث اعظم

کشتہ نگاہ یار کا تنہا نہیں ہوں میں

اس کے بغیر جی سکوں ایسا نہیں ہوں میں

تو محو جلوۂ رخ زیبا نہیں ہوں میں

میں کیا بتاؤں کیا ہوں سراپا ہوں رازِ حق

اے چشمِ کور خاک کا پتلا نہیں ہوں میں

رہتا ہے ساتھ ساتھ مرے یارِ غم گسار

تنہائی میں بھی دیکھئے تنہا نہیں ہوں میں

مانوس غیر سے متوحش ہوں یار سے

کیا کم سمجھ ہوں ہائے سمجھتا نہیں ہوں میں

دل میں ہے آٹھ پہر شکلِ مصطفیٰ

کیا کوئی کہہ سکیگا مدینا نہیں ہوں میں

حاذق جو اس کے سامنے آیا وہ مرمٹا

کشتہ نگاہِ یار کا تنہا نہیں ہوں میں

روئے محبوب کا پردہ ہوں میں

روئے محبوب کا پردہ ہوں میں

یار پنہاں ہے ہویدا ہوں میں

ساتھ ساتھ اس کے رہا کرتا ہوں

قد دلدار کا سایا ہوں میں

پر جبریل جہاں جلتے ہیں

اس گلستاں کا پرندہ ہوں میں

جسکی دیوانی خدائی ہے تمام

اس کے جلووں کا تماشہ ہوں میں

کون سمجھے گا مجھے کس کی مجال

فکر جاناں کا نتیجہ ہوں میں

دیکھو حاذق کی سمجھ تو دیکھو

ھُو ہے اور کہتا ہے آیا ہوں میں

وہ ہر جا ہیں مگر کہتے ہیں توڑے دِل میں رہتے ہیں

وہ ہر جا ہیں مگر کہتے ہیں توڑے دِل میں رہتے ہیں

عجب پردہ نشین ہیں دیکھو ہر محفل میں رہتے ہیں

وہ جس کا زیر و بالا میں سما سکتا نہیں جلوہ

خدا کی شان ہے وہ آج میرے دل میں رہتے ہیں

میں فانی ہوں وہ باقی ہیں میں لاحاصل ہوں حاصل

مگر حاصل کے سب اوصاف لاحاصل میں رہتے ہیں

وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن

انہیں ہم جانتے ہیں وہ ہر اک محمل میں رہتے ہیں

نبی محبوب حق ہیں اور پھر ہیں شکل انسان میں

وہ نور ذات مطلق ہو کے آب و گل میں رہتے ہیں

پتہ اس بے نشان کا مل رہا ہے ذات میں اپنی

عبث شیخ و برہمن فکر لاحاصل میں رہتے ہیں

ذرا سوچو تو حاذق بھید ہی کیا ہے تصوّف میں

خدائی کے تماشے سارے کیسے دل میں رہتے ہیں

دکن میں بیٹھکر آنکھوں سے ہم جالی کو ملتے ہیں

کبھی امید وارماں اپنے سینے میں مچلتے ہیں

کبھی تو یاس وحرماں ہجر میں دل کو مسلتے ہیں

اسی امید پر ہم بھی درِ دل پر ٹہلتے ہیں

کہ صورت کب دکھاتے ہیں وہ کب باہر نکلتے ہیں

خیال اچھا بنایا ہے کہ سب دنیا خیالی ہے

دکن میں بیٹھکر آنکھوں سے ہم جالی کو ملتے ہیں

لے آنا وصل کا بشریٰ مدینہ کو صبا جا کر

تپ ہجر نبی سے دل جگر بس اپنے جلتے ہیں

صدا صل علیٰ کی ہر بن مُو سے نکلتی ہے

نبی کی مدح میں اشعار کیا سانچے میں ڈھلتے ہیں

ملے گر قافلہ جاتا ہوا کوئی مدینہ کو

دلِ بیتاب کہدینا کہ ہم بھی ساتھ چلتے ہیں

ڈراتا کیا ہے اے واعظ تو کہہ کہہ سَیَصْلیٰہمْ

رسول اللہ کے عاشق کہیں دوزخ میں جلتے ہیں

کرشمہ عشق کا دیکھو نکالا آگ سے پانی

جو دِل جلتا ہے اپنا آنکھ سے آنسو نکلتے ہیں

عنایت سے محبت سے مروت اور شفقت سے

وہ کس انداز سے دیکھو مرے دل کو مسلتے ہیں

یہ کہتے ہیں کہ محشر میں تجھے کوثر عطا ہوگا

غمِ حسنینؓ میں آنسو جو آنکھوں سے نکلتے ہیں

میاں حاذق بڑی مشکل ہے راہ عشق میں چلنا

جواں مردانِ عالم کے قدم اِس میں پھسلتے ہیں

وہ زندہ ہیں خدا کی یاد میں جو لوگ مرتے ہیں

خیال پیر میں اپنی بسر جو عمر کرتے ہیں
سہاگن بنکے جیتے ہیں سہاگن بنکے مرتے ہیں

مزار حضرت عثمان جہاں میں اس کا کیا کہنا
فرشتے رات دن رحمت کے اُن جا پر اُترتے ہیں

کبھی جدہ کبھی مکہ کبھی طیبہ ہے آنکھوں میں
نہ پوچھو کس طرح دن یاد عثمان میں گذرتے ہیں

خدا کا ڈر نہیں جن کو کوئی ان سے نہیں ڈرتا
خدائی اُن سے ڈرتی ہے جو اپنے اب سے ڈرتے ہیں

حقیقت میں وہی مردہ ہیں جو ہیں جیتنی غفلت میں
وہ زندہ ہیں خدا کی یاد میں جو لوگ مرتے ہیں

سمجھ کی بات کیا علوم دیواں کو دنیا کے
وہ دیوانے ہیں جو باتوں پہ انکی کان دھرتے ہیں

نہ کعبہ میں نہ بتخانہ میں وہ تو دل میں ہے حاذق
عبث شیخ و برہمن فکر لاحاصل یہ مرتے ہیں

وہ زندہ ہیں خدا کی یاد میں جو لوگ مرتے ہیں

خیال یہ ہے میں اپنی بسر جو عمر کرتے ہیں
سہاگن بنکے جیتے ہیں سہاگن بنکے مرتے ہیں

مزار حضرت عثمان جہاں ہے اس کا کیا کہنا
فرشتے رات دن رحمت کے اُن جا پر اُترتے ہیں

کبھی جدہ کبھی مکہ کبھی طیبہ ہے آنکھوں میں
نہ پوچھو کس طرح دن یاد عثمان میں گذرتے ہیں

خدا کا ڈر نہیں جن کو کوئی ان سے نہیں ڈرتا
خدائی اُن سے ڈرتی ہے جو اپنے اب سے ڈرتے ہیں

حقیقت میں وہی مردہ ہیں جو ہیں جتنی غفلت میں
وہ زندہ ہیں خدا کی یاد میں جو لوگ مرتے ہیں

سمجھ کی بات کیا علوم دیواں کو دنیا کے
وہ دیوانے ہیں جو باتوں پہ انکی کان دھرتے ہیں

نہ کعبہ میں نہ بتخانہ میں وہ تو دل ہی میں ہے حاذق
عبث شیخ و برہمن فکر لا حاصل یہ کرتے ہیں

ملتا ہے مزہ الفت محبوب خدا میں

ملتا ہے مزہ الفت محبوب خدا میں
کچھ دل کو تسلی ہے اسی آہ و بکا میں

تجھ سا نہیں بے مثل کوئی ناز و ادا میں
انداز ہیں شوخی میں شرارت میں حیا میں

نعت نبوی سن کے وہ غل ہے شعرا میں
گھر گونج گیا صل علیٰ صل علیٰ میں

سب چل بسے آرام و خرد ہوش تحمل
اک جان تڑپتی ہے فقط شوق لقا میں

کیوں کہتے نہ تھے دیکھ یہ اچھی نہیں باتیں
آخر تو پھنسا جا کے محبت کی بلا میں

اللہ رے خیالِ رُخِ زیبائے محمدؐ

دل چھین لیا اک نگہہِ ہوش ربا میں

ہے عین خوشی رب کی خوشی شاہِ عرب کی

خالق کی رضا ڈھونڈ لے حضرت کی رضا میں

یوسف سے نہ تشبیہ دو محبوب خدا کو

ان سا کوئی ممکن ہی نہیں ارض و سما میں

اکبار جو حاضر ہوا دم بھرتا ہے ہردم

کیا بات ہے گلزار مدینہ کی فضا میں

محشر میں یہی کام ترے آئیں گے حاذقؔ

بہتر ہیں جو گذریں ترے دن یادِ خدا میں

گھر بیٹھے وہ خود آپ ہی آجائیں الٰہی

تاثیر دے اس طرح تو حاذقؔ کی دعا میں

سرکار کے میلاد کی ہے دھوم جہاں میں

اک شورِ مبارک ہے ہر اک پیر و جواں میں
سرکار کے میلاد کی ہے دھوم جہاں میں

میں اور بھلا وصفِ حبیبانِ الٰہی
طاقت نہ دہن میں ہے نہ قوت ہے زباں میں

کیونکر نہ خوشی میری دوبالا ہو سہ بالا
غوثین کی میلاد ہے ماہِ رمضاں میں

اک روز میاں آپ بھی چل دینگے جہاں سے
نیکی کوئی کر لیجئے اس عمرِ رواں میں

نشتر کا کیا کام تری نوک مژہ نے
دن رات کھٹک رہتی ہے ظالم رگِ جاں میں

ظالم تجھے دن رات دعا دیتا رہوں گا
جب تک کہ زبان منہ میں ہے طاقت ہے زباں میں

دیوانہ و سودائی بنا دیتے ہیں حاذق
بھولے سے قدم تم نہ رکھو کوئے بتاں میں

زاغ کیا سمجھے باز کی باتیں

تم کو زیبا ہے ناز کی باتیں

اور مجھ کو نیاز کی باتیں

کیسی پیاری ہیں کیسی میٹھی ہیں

میرے بندہ نواز کی باتیں

کوئی محمود سے ذرا پوچھے

کس طرح تھیں ایاز کی باتیں

رشکِ گلشن ہے نارِ ابراہیم

دیکھو اس کارساز کی باتیں

اس کے وعدوں نے مار ہی ڈالا

کیا کہوں حیلہ ساز کی باتیں

دل کی باتوں کو جانے کیا بیدل

زاغ کیا سمجھے باز کی باتیں

اب زباں اپنی روک لو حاذق

راز میں رکھو راز کی باتیں

تیری باتوں کا مزہ مرغِ خوش الحاں میں نہیں

رُخِ روشن کی جھلک مہرِ درخشاں میں نہیں

چشمِ میگوں کا نشہ نرگسِ حیراں میں نہیں

تیری صورت کا تماشہ مہ کنعاں میں نہیں

تیری باتوں کا مزہ مرغِ خوش الحاں میں نہیں

جس نے دیکھا وہ پھنا چھوٹنا دشوار ہوا

زلفِ جاناں کی لپٹ سنبلِ پیچاں میں نہیں

قیس ولیلا کی کہانی کا جُدا ہے دفتر

بوستاں میں نہیں واعظ وہ گلستاں میں نہیں

باغِ جنت میں بھلا لیکے کروں کیا واعظ

کوئے جاناں کی ہوا کوئے گلستاں میں نہیں

فضل ورحمت سے جو چھوٹا تو میں چھوٹا حاذق

کونسا جرم مرے دفترِ عصیاں میں نہیں

عشقِ خیرالوریٰ تو ہونے دو

عشقِ خیرالوریٰ تو ہونے دو
میری قسمت رسا تو ہونے دو

اُڑ کے سیدھے مدینہ پہنچے گی
رُوح تن سے جدا تو ہونے دو

سر کے بل جاؤں گا مدینہ کو
یاد میری ذرا تو ہونے دو

بادشاہاں بھی پاؤں چومیں گے
ان کے در کا گدا تو ہونے دو

سیرِ کونین پھر کرو حاذقؔ
دِل کو تم آئینہ تو ہونے دو

آزاد کوئی مجرمِ عشقِ نبی نہ ہو

ایسا خدا کرے کہ مرا گھر مدینہ ہو

سر ہو میرا حضور کے روضہ کا زینہ ہو

آزاد کوئی مجرمِ عشقِ نبی نہ ہو

ان قیدیوں کے واسطے میعاد ہی نہ ہو

جس کو تمہاری دولتِ دیدار ہو نصیب

کس طرح وہ نصیب کا اپنے دھنی نہ ہو

پہنچا دے تو ہی دشتِ مدینہ میں اے صبا

برباد ہند میں کہیں مٹی مری نہ ہو

گردن جھکا کے دل کی طرف دیکھئے ذرا

حاذق اسی میں شانِ خدائی چھپی نہ ہو

جنّت کا تماشہ ہے تماشائے مدینہ

کیا پوچھتے ہو حُسنِ سراپائے مدینہ
جنّت کا تماشہ ہے تماشائے مدینہ

ایسا کوئی مل جائے جو پہنچائے مدینہ
یا آپ بلائیں مجھے مولائے مدینہ

تڑپاتی ہے بے طور تمنّائے مدینہ
کس طرح رہے ہند میں شیدائے مدینہ

محشر میں بھی چلائیگا شیدائے مدینہ
ہو ایک نظر مجھ پہ بھی مولائے مدینہ

یارب کبھی کم ہو نہ تو لّائے مدینہ

ہو غرق محبت دل شیدائے مدینہ

مکہ پہ شرف کیوں نہ مدینہ کو ہو حاصل

کعبہ کا بھی سردار ہے مولائے مدینہ

عشاق کی آنکھوں سے کوئی دیکھ لے جاکر

جنّت کا تماشہ ہے تماشائے مدینہ

سو بار کروں آپ پہ قرباں دل وجاں کو

اکبار نظر آئے مولائے مدینہ

بیمار محبت کو شفا کیوں نہ ہو حاصل

آئیں جو عیادت کو مسیحائے مدینہ

لیلائے مدینہ کا ہے مجنوں دِل بیتاب

اللہ دکھا دے اُسے صحرائے مدینہ

بے خوف رہے آفت دارین سے حاذق

پلہ پہ اگر اس کے ہوں مولائے مدینہ

یہ حوادثِ زمانہ ہے خیال یا فسانہ

یہ حوادثِ زمانہ ہے خیال یا فسانہ

نہ تو گُل ہے اور نہ بلبل نہ چمن نہ آشیانہ

جسے حق نے دی نظر ہے وہی اس سے باخبر ہے

ہیں توھماتِ ہستی وہی ہست ہے یگانہ

ہے تمام دولت اسمیں ہے تمام حشمت اسمیں

ذرا دیکھ غور سے تو کہ ہے دل بڑا خزانہ

ہو برائی یا بھلائی یہ ہیں کھیل سب اسی کے

نہ کسی سے دشمنی رکھ نہ کسی سے دوستانہ

بیت
چاہیئے مجھ پہ عنایت شہ دیں تھوڑی سی

مضطرب ہجر سے ہے جانِ حزیں تھوڑی سی
چاہیئے مجھ پہ عنایت شہ دیں تھوڑی سی

شب معراج فرشتوں کی زباں پہ تھا یہی
نظر لطف ادھر بھی شہ دیں تھوڑی سی

دونوں عالم کی سمائی ہے اسی میں دیکھو
وسعت دل ہے بڑی چیز نہیں تھوڑی سی

مرتے دم روضہ منور کا نظارہ ہو جائے
آرزو ہے یہی بس خسرو دیں تھوڑی سی

عمر ساری تو کٹی ہند میں اپنی حاذقؔ
کیجئے اب تو بسر چل کے وہیں تھوڑی سی

یا رسول عربی ختم رسولاں مدد دے

یا رسول عربی ختم رسولاں مدد دے — مرہم خستہ دلاں شافع عصیاں مدد دے

تشنہ دید توام ساقیٔ جام کوثر — نظر لطف بکن سوئے غریباں مدد دے

گر وجود تو نباشد نشود ہر دو جہاں — باعث کون و مکاں سید ذیشاں مدد دے

تو و بالا دست بدریائے گنہ کشتی عمر — دستگیر دو جہاں غوث غریباں مدد دے

از جمال رخ تو گشت دو عالم روشن — ماہ تاباں مدد دے مہر درخشاں مدد دے

آرزوئے بہشت کہ آں روضۂ والا بینم — چہ کنم مفلس و بے سر و ساماں مدد دے

عاشق زار توام تشنۂ دیدار توام — سخت بیمار توام اے شہ خوباں مدد دے

من شنیدم کہ تو از بہر عیادت آئی — در شب ہجر بمیرم شہ خوباں مدد دے

یا خدا بر لب حاذق بہ سود وقت اخیر
یا رسول عربی ختم رسولاں مدد دے

مدینہ کے سرکار او کملی والے ؐ

مدینہ کے سرکار او کملی والے
خدائی کے مختار او کملیؐ والے

غریبوں کے غمخوار او کملی والے
شفیع گنہ گار او کملیؐ والے

پڑی ناؤ منجدھار او کملی والے
لگا دیجئے پار او کملیؐ والے

چھپا لیجئے مجھ کو کملی میں اپنی
ہوں بے حد سیہ کار او کملیؐ والے

میرا دل ہے قربان تصدق مری جاں
فدا تم پہ گھر بار او کملیؐ والے

بلا لیجئے مجھ کو طیبہ میں اپنے
دکن سے ہوں بیزار او کملیؐ والے

ہے دشتِ الم اور حاذق اکیلا
مدد میرے سرکار او کملیؐ والے

جو بھی میرا ہے سب تمھارا ہے

آپ گر میرے ہیں تو پھر کیا ہے — کیا مجھے اب کسی کی پرواہ ہے

عقل والے بھی دنگ رہتے ہیں — ان کی ہر بات اک معمہ ہے

اُن کے قدموں پہ دم نکل جائے — جن کی الفت میں دل تڑپتا ہے

موت اب مجھ کو آ نہیں سکتی — ان کی نظروں نے مجھ کو مارا ہے

جسم میرا نہ جان ہے میری — جو بھی میرا ہے سب تمھارا ہے

اس کا ہو جا کہ بس وہی ہے تیرا — دلِ نادان کون کس کا ہے

شافع حشر شاہ ہر دو سرا — جن کا محبوب میرا آقا ہے

جس کا دل اس نے لے لیا حاذق
سارے دنیا پہ اس کا قبضہ ہے

سلام بہ بارگاہ سید الشہداء

شاہِ شہدا ہیں شاہ ہدیٰ کوئی کیا جانے کوئی کیا سمجھے
قائم اُن سے اسلام ہوا کوئی کیا جانے کوئی کیا سمجھے

آدم سے اب تک کوئی بھی اس شان کا تنہا دے تو سہی
صابر شاکر راضی بہ رضا کوئی کیا جانے کوئی کیا سمجھے

مشہور ہے صبر ایوب اس صبر کو سمجھے تبھی تو کوئی
اس جا کیا تھا اُس جا کیا تھا کوئی کیا جانے کوئی کیا سمجھے

بے نیازی جو ٹھہری شان خدا تو نیاز ہیں سبطِ نبی اکثر
یہ رازِ محبت سربستہ کوئی کیا جانے کوئی کیا سمجھے

وہ سبطِ نبیؐ وہ ابن علیؑ وہ حق کے دلارے حق کے ولی
وہ دونوں جہاں کے ہیں آقا کوئی کیا جانے کوئی کیا سمجھے

خالق نے زکاۃ کو صدقہ کو اولاد پہ ان کی حرام کیا
سردار ہیں یہ سب ان کے گدا کوئی کیا جانے کوئی کیا سمجھے

کونین سے اپنے عاشق کو بیگانہ بنا کر چھوڑ دیا
وہ سبطِ نبی یہ اُن کا گدا کوئی کیا جانے کوئی کیا سمجھے

یا حضرت غوث الصمدانیؒ

خاتونِ قیامت کے دلبر یا حضرت غوث الصمدانیؒ
سلطانِ رسل کے لختِ جگر یا حضرت غوث الصمدانیؒ

کیا کر سکے کوئی تمہاری ثنا رتبہ ہو جبکہ تجھ سے ورٰی
سبطین نبیؐ کے نورِ نظر یا حضرت غوث الصمدانیؒ

اُلفت میں رہوں میں تمہاری فنا ہر دم ہو تصور دل میں جما
دم بھر نہ جدا ہو رخ سے نظر یا حضرت غوث الصمدانیؒ

تم پاس جو آؤ جان جاں سب میری مصیبت ہو آساں
دل میں یا رہو میرے آنکھ پیر یا حضرت غوث الصمدانیؒ

مرقد کی ہو کیوں وحشت مجھ کو محشر کی ہو کیوں دہشت مجھ کو
جب آپ ہوں میرے پدر پہ یا حضرت غوث الصمدانیؒ

کیوں بھول گئے شاہا مجھ کو فرقت میں تڑپتا ہوں دیکھو
اکبار ذرا آ جاؤ نظر یا حضرت غوث الصمدانیؒ

حاذق کی دعا ہے بس اتنی جب نکلے تن سے جاں اسکی
زانو پہ رہے سر، رُخ پہ نظر یا حضرت غوث الصمدانی

مزے کی بات ہے تیری مزے کی صورت بھی

مزے کی بات ہے تیری مزے کی صورت بھی
مزے کا شوق ہے تیرا مزے کی اُلفت بھی

مزے کا درد ہے تیرا مزے کی صحت بھی
مزے کا رنج ہے تیرا مزے کی راحت بھی

رگِ گلو سے بھی نزدیک دور اتنا ہی
مزے کی ہے تری دوری مزے کی قربت بھی

تجھی سے دیکھ کے تجھی کو لپٹتا جاتا ہوں
مزے کی ہے تری دھمکی مزے کی چاہت بھی

ہر اک شئی میں ہے تو اور نظر سے پنہاں ہے
مزے کی ہے تری خلوت مزے کی جلوت بھی

مزے کا ذکر ہے تیرا مزے کی فکر تری
مزے کی یاد مزے کی تری عبادت بھی

مزے کا عشق ہے تیرا مزے کا تیرا خیال
مزے کا پیار مزے کی تری محبت بھی

جو جس کا اہل ہے اس کو وہی تو دیتا ہے
مزے کا حکم ہے تیرا مزے کی حکمت بھی

مزے کی سوچ ہے حاذق مزے کی تیری سمجھ
مزے کی پائی ہے ہم نے تری طبیعت بھی

ہوش میں آ عقل سے کچھ کام لے

ہوش میں آ عقل سے کچھ کام لے
ہاتھ سے ساقی کے بڑھ کر جام لے

تذکرہ لیلا کا اب ہونے کو ہے
دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھام لے

ہر پریشانی سے پائے گا نجات
میرے خواجہ کا جو دل سے نام لے

ہے خیالِ یار پہلو میں ترے
کام اس سے اے دلِ ناکام لے

اور سب اشغال رکھ بالائے طاق
نام لیلا کا ہی صبح و شام لے

زادِ رہ تو باندھ لے تیار ہو
آ گیا دلدار کا پیغام لے

ادّعائے عشق محبوبِ خدا
شرم کر حاذق خدا کا نام لے

دل میں مرے محبت پیران پیر ہے

آنکھوں میں میری صورت پیرانِ پیر ہے
دل میں مرے محبتِ پیرانِ پیر ہے

خالی گیا نہ چور بھی در سے حضور کے
دیکھو تو کیا سخاوتِ پیرانِ پیر ہے

ظاہر ہے لبس جسمی سے شانِ محمدی
صورت نبی کی صورت پیرانِ پیر ہے

تھراتے ہیں فرشتے بھی کیا نام غوث ہے
افلاک پہ بھی ہیبتِ پیرانِ پیر ہے

ایسا فنا ہوں آپ میں یا شاہِ اولیا
سب بولتے ہیں صورت پیرانِ پیر ہے

آیا جو سیدھی راہ پر مجھ سا گناہگار
یہ بھی تو اک کرامتِ پیرانِ پیر ہے

حاذق کو خوف کچھ نہیں دونوں جہان میں
کافی اُسے حمایتِ پیرانِ پیر ہے

دکھا دیجئے نبی کا روئے زیبا ہم بھی دیکھیں گے

دکھا دیجئے نبی کا روئے زیبا ہم بھی دیکھیں گے
ہم اپنے خواجۂ عالم کو خواجہ ہم بھی دیکھیں گے

وہ صحرا اپنے لیلائے عرب کا ہم بھی دیکھیں گے۔
دلِ مجنوں کو تڑپا کر تماشہ ہم بھی دیکھیں گے

ملیں گے اس سے ہم یا جان دیدیں گے یہ ٹھانی ہے
جو کچھ ہوگا محبت کا تماشہ ہم بھی دیکھیں گے

نہ خود ہی آتے جانے ہیں وہ ہم کو بلاتے ہیں
کہاں تک دیتے ہیں ہم کو دلاسا ہم بھی دیکھیں گے

سنا کرتے ہیں یکتا ہے وہ ہر اک حسن و خوبی میں
کہیں مل جائے گر اس کا سراپا ہم بھی دیکھیں گے

دلِ بے تاب کو دیں گے تسلی قصہ خوانی سے
ادہر لاؤ ذرا یوسف زلیخا ہم بھی دیکھیں گے

کسی دن تو کبھی تو دیکھ ہی لیں گے انھیں صادق
کہاں تک کرتے ہیں وہ ہم سے پردہ ہم بھی دیکھیں گے

بندھی ہے ایک ہی دھن مجھ کو کعبہ رو تیری

بندھی ہے ایک ہی دھن مجھ کو کعبہ رو تیری
رہے تو ایک رہے دل میں آرزو تیری
ترس گیا ترے دیدار کو نہ دیکھ سکا
ہمیشہ رہتی ہے پردے میں گفتگو تیری
حرم ہو دیر ہو بتخانہ ہو کلیسا ہو
ہر اک جگہ لئے پھرتا ہوں آرزو تیری
غریب پر بھی ہو چشم کرم غریب نواز
عطا کی دھوم ہے دنیا میں چار سو تیری
گلاب ہو کہ چنبیلی ہو یا کہ بوٹا ہو گرہ
کسی میں رنگ ہے تیرا کسی میں بو تیری
وہ جس کو کہتے ہیں حاذق ہے تیرا دیوانہ
محبت اس کو پھراتی ہے کو بکو تیری

رات دن میرے گھر میں موسم بہار آئی ہے

رات دن میرے گھر میں موسم بہاراں ہے

آہ برق سوزاں ہے چشم ابر گریاں ہے

غمزہ و کرشمہ سے نیم جاں ہوئے لاکھوں

تیغ ہے کہ ابرو ہے تیر ہے کہ مژگاں ہے

شکر ہے کھلی قسمت شکر یہ بھی دن آئے

ہم ہیں اور ساقی ہے یار ہے گلستاں ہے

مدینہ رشکِ جنت ہے نبی کی خاص بستی ہے

مدینہ رشکِ جنت ہے نبی کی خاص بستی ہے
وہاں کے رہنے والوں پر سدا رحمت برستی ہے

دکھا دے یا خدا صبحِ مدینہ جاں ترستی ہے
شبِ فرقت دکن میں مجھ کو ناگن بنکے ڈستی ہے

نہ کیوں تھرا اُٹھیں شاہانِ عالم دیکھ کر مجھ کو
مری آنکھوں میں حُبِّ ساقیِ کوثر کی مستی ہے

نکل جائے گا سب افلاسِ عصیاں تم چلو جلدی
بہت جنسِ شفاعت ان دنوں طیبہ میں سستی ہے

فنا کے پردے میں دیکھو بقا مستور ہے حاذقؔ
جو ہستی نیستی ہو جائے تو پھر عین ہستی ہے

دکھادو چہرۂ انور محی الدین جیلانی

نظم

دکھادو چہرۂ انور محی الدین جیلانی
تڑپتا ہے دلِ مضطر محی الدین جیلانی
کھڑا ہوں کب سے میں در پر محی الدین جیلانی
ادھر بھی ہو نظر سرور محی الدین جیلانی

دلا دیجیے مجھے صدقہ کچھ اپنے جدامجد کا
ہوں مفلس بے نوا کمتر محی الدین جیلانی
مجھے وہ روئے زیبا حسن یکتا شان لاثانی
دکھادو خواب میں آکر محی الدین جیلانی

بنالو اپنے حاذق کو بھی متوالا محبت کا
طفیل ساقئ کوثر محی الدین جیلانی

آئینہ منہ دکھائے تجھے کیا مجال ہے

آئینہ منہ دکھائے تجھے کیا مجال ہے
اے یار تو حسینوں میں بھی بے مثال ہے

اس پادشاہ حسن سے جو اتصال ہے
دونوں جہاں سے اپنا ہوا انفصال ہے

ہر روز نفس سے مجھے جنگ و جدال ہے
پہنچو مدد کو یا علی بچنا محال ہے

تم پیر دستگیر ہو روشن ضمیر ہو
سب جانتے ہو تم جو مرے دل کا حال ہے

بھولے سے آ کبھی جو عیادت کے واسطے
بیمار ہجر کا ترے بچنا محال ہے

اک دن وہ تھا کہ رہتے تھے ہم اس کے ساتھ ساتھ
اک دن یہ آئے ہیں کہ وہ خواب و خیال ہے

حاذق کا حال آپ نہیں جانتے تو خیر
اللہ جانتا ہے جو اس دل کا حال ہے

خواب میں یار نظر آتا ہے

غزل

خواب میں یار نظر آتا ہے
بخت بیدار نظر آتا ہے

شش جہت میں ہے اسی کا جلوہ
ہر طرف یار نظر آتا ہے

صورتیں لاکھ ہیں اک صورت کی
یار عیار نظر آتا ہے

دل تمنائے رخ گل گوں میں
خستہ و خوار نظر آتا ہے

دھیان میں نرگسی چشموں کے کوئی
سخت بیمار نظر آتا ہے

ناز و انداز کرشموں کا ترے
گرم بازار نظر آتا ہے

آتی ہے دیکھنے حاذق کو جہاں
کس کا بیمار نظر آتا ہے

ژ

گنجینۂ عرفاں یہ مرا سینہ بنا ہے

گنجینۂ عرفاں یہ مرا سینہ بنا ہے
عشق شہ کونین مرے دل میں بھرا ہے

اے دل تجھے کس بات سے یارانہ ہوا ہے
اپنوں سے پرایوں سے جو بیگانہ ہوا ہے

کیوں غنچۂ دل آج شگفتہ ہے ہمارا
کیا گلشن طیبہ سے ادھر آئی ہوا ہے

اخلاق میں خوبی میں سخاوت میں کرم میں
کب کوئی، نبی آپ سا دنیا میں ہوا ہے

یارب مجھے پہنچا دے مدینہ کے چمن میں
یہ طائر دل اس گل طیبہ پہ فدا ہے

جو آپکا مردود ہے مردود خدا کا
جو آپکا محبوب ہے محبوب خدا ہے

شاہوں کو قدمبوسی کی خواہش نہ ہو کیونکر
حاذق جسے کہتے ہیں وہ حضرت کا گدا ہے
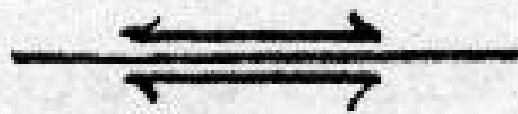
یہ خوشی کیا ہے یہ غمی کیا ہے

یہ خوشی کیا ہے یہ غمی کیا ہے
اک تماشہ ہے زندگی کیا ہے

چاہنے والے کو جلاتے ہو
دشمنوں سے یہ دل لگی کیا ہے

عمر گذری مگر نہیں سمجھا
ہائے اب تک بھلی بُری کیا ہے

تجھ کو اب تک خبر نہیں ناداں
دوستی کیا ہے کج روی کیا ہے

اس کے جلووں میں گم ہوں کچھ ایسا
سوچتا ہوں کہ بیخودی کیا ہے

کس پہ روتا ہے کس پہ ہنستا ہے
ایک دھوکا ہے زندگی کیا ہے

گر کسی سے نہیں مجھے الفت
میری آنکھوں میں یہ نمی کیا ہے

ملتی ہے خودی کو دم بھر میں
کیا کہوں تم سے میکشی کیا ہے

دونوں عالم میں اس کے لئے حاذق
جس کا وہ ہو اُسے کمی کیا ہے

لاکھوں پردوں کے اندر چھپا ہے

لاکھوں پردوں کے اندر چھپا ہے — خوب دیکھا تو پھر جا بجا ہے

کچھ عجب رنگ اس یار کا ہے — سب میں ہے اور سب سے جدا ہے

نحن اقرب اسی نے کہا ہے — کس کو تو ڈھونڈتا پھر رہا ہے

ابتداء وہ وہی انتہا ہے — ایک نکتہ کا سب دائرہ ہے

تیری ہستی کی ہستی ہی کیا ہے — تیری ہستی پہ ہنسنا بجا ہے

منہ سے غفلت کا پردہ ہٹا دے — آئینہ دیکھ وہ برملا ہے

اس کے ہر شئے میں لاکھوں ہیں جلوے — ایک قطرے میں دریا بھرا ہے

اس کی بادامی آنکھوں کے قرباں — جس نے بے دام دل لے لیا ہے

سارا عالم نمایاں ہے اس سے — تیری صورت ہی خود آئینہ ہے

مظہر ذات ہے ذات تیری — عین دریا ہی بلبلا ہے

شکل حاذق پہ دھوکا نہ کھانا

وہ تو مکار بہروپیا ہے

دنیا ہے اگر تجھکو دے اپنے خزانے سے

دنیا ہے اگر تجھ کو دے اپنے خزانے سے
احباب و اقارب کے دینا نہ بہانے سے

میں عاشق شیدا ہوں دیوانہ تمہارا ہوں
نظروں میں کبھی آؤ حیلے بہانے سے

دن بھر رہی بیتابی شب بھر رہی بے خوابی
اے جانِ جہاں میرے گھر تیرے نہ آنے سے

چلمن سے نکل آؤ کیوں چھپتے ہو فرماؤ
ہے تم سے شناسائی مجھ کو بھی زمانے سے

تڑپاؤ نہ عاشق کو بات اتنی مری سُن لو
نزدیک رہو میرے سر کو نہ سرہانے سے

نظروں میں مرے حاذق شاہوں کی حقیقت کیا
ہے در پہ جبین ساؔئی خواجہ کے زمانے سے

عشق خواجہ میں اشکباری ہے

عشق خواجہ میں اشکباری ہے
تیغ ہجراں کا زخم کاری ہے

زخم ہر اک ادا کا کاری ہے
غمزہ جادو ہے بات پیاری ہے

اب تو آؤ دکھاؤ صورت کو
وقت آخر ہے دم شماری ہے

شکر صد شکر وقت آخر بھی
نام خواجہ زباں پہ جاری ہے

ان کے قدموں سے ہیں جدا جب سے
(قطعہ) سخت مشکل میں جان ہماری ہے

پوچھتے کیا ہیں حال حاذق کا
آہ و زاری ہے بیقراری ہے

طاقت صبر جا چکی حاذق
کوئی دم میں ہماری باری ہے
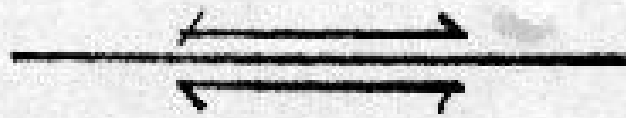
رباعیات و قطعات

محبوب خدا سید عالی نسبی — مجموعۂ اوصاف حسینی حسنی

من جز او وسیلہ نمی دارم شاہا — اے ابن علی سبط نبی خذ بیدی

بغداد سے رحمت کی ہوا آتی ہے — مجھ نکے سے ہر اک بوئے وفا آتی ہے

یعقوب کے مانند ہے حالت اپنی — کوچے سے جو یوسف کی صدا آتی ہے

دل یہ کہتا ہے کہ کچھ کہیئے اللہ اللہ — پر کیا کہوں کچھ کہہ نہیں سکتا واللہ

دنیا کے بکھیڑوں سے کہوں کون بچے چین — لاحول ولا قوۃ الا باللہ

ہر در پہ ہے موٹر کی سواری توبہ — کیا اہل دکن کی ہے تباہی توبہ

ہر رستے میں دھول اڑا کرتی ہے — کیا راہ رواں کی ہے خرابی توبہ

کب تک یہ بہارِ نوجوانی — کب تک خیالِ شادمانی

حاذق آئے گا ایک وہ دِن — رہ جائیگی آپ کی کہانی